Al-Mahdi Research Journal
Vol. 1, No. 3 (July-Sep 2020)

المحلیٰ بالآثار: کتاب اور صاحبِ کتاب کا تعارفی مطالعہ

An Introductory Study of the Book "Al-Muhalla" and its Author

Dr. Muhammad Talha Hussain[1]

Abstract:

ImāmIbn-e-Ḥazm was one of the great scholars and geniuses produced by Muslim Ummah. His huge and diverse literary works make him a Polymath. He was a Faqīh (jurist), Muḥaddith (Ḥadīth scholar), Mufassir (exegete of Qurān), Theologian, Thinker, Psychologist, Poet, Historian, Philosopher, Politician and Debater. Ibn-e-Hazm's most influential work in the Arabic, selections of which have been translated into English, is now Al-Muhalla. It is reported to be a summary of a much longer work, known as Al-Mujalla. Its essential focus is on matters of jurisprudence or fiqh, but it also touches of matters of creed in its first chapter, Kitab al-Tawheed, whose focus is on creedal matters related to monotheism and the fundamental principles of approach to divine texts. One of the main points that emerges from the masterpiece of jurisprudential thought is that Ibn-e-Hazm rejects analogical reasoning (Qiyas) but prefers a far more direct and literal approach to the texts. The objective of this research is to introduce the contributions of Ibn-e-Ḥazm in jurisprudential or Fiqh because he attained a distinct dignity as one of the best jurists in the Muslim history. In this regard, his efforts brought a lot of positive changes in the society. The study concludes that the matchless work of Ibn-e-Hazm in Islamic jurisprudence deserves to be acknowledged with an open heart.

Keywords: Ibn-e-Hazm, Al-Muhalla, Jurisprudence, Fiqh.

تمہید:

معدوم فقہی مذاہب میں سے ایک فقہ ظاہری ہے جس کی بنیادابوسلیمان داؤدبن علی الظاہری نے رکھی۔انہوں نے نصوص کے ظاہر کواپنی فقہ کامر کزو محور بنایااوراجتہادبالرائے وقیاس کی مخالفت کی۔ آپ کے بعدپانچویں صدی ہجری میں فقہ ظاہری کو نئی پہچان ابنِ حزم ظاہری نے دی۔ آپ نے نہ صرف فقہ ظاہری کو مدون کیا بلکہ نصوص سے استخراج واستنباط اور قیاس ورائے کی مخالفت میں اپنے پیشواداؤد ظاہری سے زیادہ سخت رویہ اپنایا۔ آپ کا شمار کثیر التصانیف علماء میں ہوتا ہے اورآپ کی تصانیف مذہبِ ظاہریہ کی امہات الکتب تصور کی جاتی ہیں۔ان تصانیف میں سے المحلیٰ بالآثار جلالتِ شان میں اپنی مثال آپ ہے۔ زیرِ نظر

[1]PhD Islamic Studies, University of Karachi, EST Punjab Education Department, Bahawalpur, Email: hussaintalha7@gmail.com

مقالہ ابنِ حزم اوران کی کتاب المحلیٰ بالآثار کے تعارف و منہج پر مشتمل ہے جس میں اولاً مصنف اور بعد ازاں کتاب کے تعارف و منہج پر بات کی جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہب ظاہریہ کا میسر فقہی و علمی سرمایہ آپ ہی کا مرہونِ منت ہے۔یہی وجہ ہے کہ ظاہری مذہب کا تعارف آپ کے بغیر ادھورا سمجھا جاتا ہے۔

نام ونسب:

آپ کا نام علی بن احمد بن سعید بن حزم ہے۔کنیت ابو محمد جبکہ ابنِ حزم کے نام سے معروف ہیں۔اپنی تصانیف میں صرف اپنی کنیت ابو محمد یانام علی ذکر کرتے ہیں۔ آپ کے آباواجداد میں یزید فارسی الاصل تھے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی یزید بن ابی سفیان کے حلیف تھے۔آپ کے خاندان سے پہلے فرد جو اندلس پہنچے وہ جدِامجد خلف تھے۔اندلس میں روزِ اول سے ہی آپ کا خاندان عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔[۲]

پیدائش:

آپ ۳۸۴ ہجری میں رمضان المبارک کیا تحریرات بروز بدھ مطابق ۷ نومبر ۹۹۴عیسوی بعد از فجر اور قبل از طلوع قرطبہ کے علاقے منیۃ المغیرۃ میں پیدا ہوئے۔آپ خود اپنی یہ تاریخ پیدائش نقل کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خاندان میں تواریخ کو محفوظ رکھنے کا کس قدر اہتمام تھا۔[۳]

پرورش اور تعلیم وتربیت:

ابن حزم نے بڑے معززومتمول گھرانے میں پرورش پائی۔آپ کے والد منصور عامری اوراس کے بیٹے المظفرکے وزیر تھے۔والد حاکمِ وقت کے دربار سے وابستہ تھے اس لیے مالی آسودگی میں بچپن گزرا اور تعلیم و تعلم کے بکثرت مواقع میسر آئے۔ بچپن ہی میں قرآن حفظ کیا،اشعار یاد کیے اور پڑھنا لکھنا سیکھا۔آپکے والد نے ایک جید عالمِ دین ابوالحسین الفاسی کو آپ کا اتالیق مقرر کیا جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ابتدائی تعلیم وتربیت گھر کی خواتین اوران اساتذہ سے حاصل کی جو آپ کے والد کی مجلس میں حاضر ہوتے۔[۴]اندلسمیں فقہ مالکی مشہوراور سرکاری مذہبکے طور پر رائج تھی۔فقہ اوراس سے وابستہ دیگر علومِ نقلیہ وعقلیہ کے حصول کا وقت آیاتو اولاً فقہ مالکی کی طرف متوجہ ہوئے۔اس کے بعد فقہ شافعی سے وابستہ ہوئے اورانجام کار فقہ ظاہری سے وابستہ ہو کر اسکے امام کے طور پر معروف ہوئے۔

آپ کے تبحر علمی اور شخصیت کی جامعیت ووسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی ذات میں مختلف قسم کے علوم وفنون جمع تھے۔حدیثِ نبوی کے ساتھ وابستگی آپ کی تصانیف سے عیاں ہے۔ مصر کے عظیم محقق محمد ابوزہرۃ نے اپنی کتاب"ابن حزم حیاتہ و عصرہ آراؤہ وفقھہ"میں آپ کے بارے میں ان الفاظ میں گواہی دی ہے:

---

[۲] یاقوت الحموی،**معجم الادباء**،دارالغرب الاسلامی،بیروت،۱۹۹۳ء،۴/۱۶۵۰۔

[۳] محمد ابوزہرۃ،**ابن حزم حیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقھہ**،دارالفکر العربی،القاہرۃ،۱۹۷۸ء،ص۲۰۔

[۴] الحموی،**معجم الادباء**،۴/۱۶۵۲۔

"وابن حزم بعدذلک کله الفقیه المحدث الذی استفاض فی درس الحدیث والعلم بکل طرائقه وجمع الماثور کله اوجله وخاصه ماکان متصلا بالاحکام الفقهیة۔"[۵]

ترجمہ: اس سب کے علاوہ ابنِ حزم فقیہ اور محدث ہیں جنہوں نے دروس الحدیث اور علم کے تمام طرق میں شہرت پائی اور تمام اہم روایات ماثورۃ کو جمع کیا بالخصوص جو احکامِ فقہیہ سے متعلق تھیں۔

آپ کی فقہی مہارت کا یہ عالم تھا کہ ائمہ اربعہ حتی کہ فقہِ ظاہری کے بانی داؤد بن علی سے بھی اختلاف کرتے نظر آتے ہیں۔ المحلیٰ ودیگر کتب فقہ آپ کے تفقہ فی الدین کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حدیث اور فقہ کے علاوہ آپ کو منطق وفلسفہ میں بھی ماہرانہ بصیرت حاصل تھی۔ آپ پہلے فلسفی عالم ہیں جنہوں نے فلاسفہ کے باطل افکار کا کھل کر رد کیا اور انہی کے دلائل سے انہیں خاموش کرایا۔ سابقہ ادیان وملل سے گہری واقفیت اور اسلامی مذاہب کا کثیر علم رکھتے تھے۔ اس موضوع پر کتاب الفصل فی الملل والنحل جیسی ضخیم کتاب بھی تصنیف کی۔

دینی علوم کے ساتھ ساتھ آپ کو ادبی علوم اور شعر ونثر سے بھی خاصہ شغف تھا۔ آپ ایک بہترین شاعر اور نثر نویس تھے۔ اشارات وتلمیحات کا بر محل استعمال، شعری اصطلاحات سے مکمل واقفیت اور نثر کے تمام اسرار ورموز سے واقف تھے۔ آپ کی شاعری اور نثر نویسی الفاظ کے ظاہری چناؤ اور باطنی حسن کا عظیم مرقع ہوتی۔ حافظ ذہبی آپ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"کان مهراولافی الادب والاخبار والشعر وفی المنطق واجزاءالفلاسفةفاثرت فیه تاثیرا۔"[۶]

ترجمہ: وہ ادب، اخبار واشعار کے اولین ماہر اور منطقی وفلسفی تھے جنہوں نے اس میدان میں نہایت اثر ڈالا۔

تعلیمو تعلمکے علاوہابنِ حزممعاصر عملیسر گرمیوں کا حصہبھیر ہے۔ ہیئباروزارت کے منصب پر فائز ہونااس کی واضح دلیلہے۔[۷]

اپنیحیاتمیں بحنمصائبو آلامکا سامنا کیاانمیں قید وبند، جلاوطنیاور تصانیفکانذر آتشکیا جاناشاملہے۔[۸]

لیکنانسکےباوجود علموعملکایہدرخشاں ستارہاپنیپوریآب وتاب

کے ساتھچمکتارہا۔ معاصرینو متاخرینعلماء کا آپکیمدحسرائیمیں رطباللسانہونااسبات کاواضحثبوت ہے۔ ابو نصر بناکولالکھتے ہیں:

"کان فاضلافیالفقه حافظافی الحدیث مصنفافیه وله اختیار فی الفقه علی طریقةالحدیث روی عن جماعةمن الاندلسیین کثیرة۔"[۹]

ترجمہ: آپفقہکے میدان کے فاضل، حدیثمیں حافظاور صاحبتصنیفتھے۔ حدیثکے طریقہ پر آپفقہکو اختیار کرنے والے تھے۔ اہلاندلسکیایکبڑیجماعتسے روایت کرتے ہیں۔

---

[۵] ابوزہرۃ، **ابن حزم**، ص۱۲۔

[۶] شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، **سیر اعلام النبلاء**، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۳ء، ۱۸/۱۸۶۔

[۷] ابوصعیلیک محمد عبداللہ، **الامام ابن حزم الظاہری امام اهل الاندلس**، دار القلم، دمشق، ۱۹۹۵ء، ص۲۲۔

[۸] ابوزہرۃ، **ابن حزم**، ص۵۲، ۵۳۔

[۹] ابوصعیلیک، **الامام ابن حزم الظاہری امام اهل الاندلس**، ص۲۶۔

گویا کہ وہ محدث، فقیہ، فلسفیاور شاعر و مناظر ہونے کے ساتھ ساتھ عملی میدان کے بھی شہسوار تھے۔اپنی زندگی نہ صرف عوام الناس کی علمی آبیاری بلکہ سیاسی وسماجی فلاح وبہبود میں گزاری۔ تاریخ اسلام میں ایسی شخصیات خال خال ہی دیکھنے کو ملتی ہیں۔

اساتذہ و تلامذہ:

ابن حزم نے متعدد اساتذہ سے کسبِ فیض اوراپنے زمانہ کے جید علماء وفضلاء کی صحبت سے استفادہ کیا۔ آپ نے اپنی مختلف تصانیف میں اپنے اساتذہ کا ذکر کیاہے۔خصوصاًطوق الحمامۃ میں آپ نے بہت سے ان علماء وشیوخ کے نام گنوائے ہیں جن سے علم حدیث کی طلب وتحصیل بچپن ہی سے شروع کر دی تھی۔ آپ کے تمام اساتذہ کا شمار مشکل اور طوالت کا باعث ہے تاہم چند معروف اساتذہ کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے:

- مشہور مالکی فقیہ **یوسف بن عبداللہ بن محمد ابن عبدالبر المعروف حافظ المغرب**۔آپ کثیر التصنیف مالکی فقیہ ہیں۔ التمہید، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب اور الکافی فی فقہ اھل المدینۃ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔
- **عبداللہ بن ابراہیم بن محمد الاصیلی**۔
- **عبدالرحمٰن بن ابی یزید المصری**۔
- **عبداللہ بن محمد بن یوسف بن نصر ابن الفرضی**۔
- **محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد الکتانی**۔

آپ کی جلالتِ شان اور علمی رفعت کے باوجود آپ کے تلامذہ کا تذکرہ نہایت کم ملتا ہے جس کی بنیادی وجہ اندلس میں فقہ مالکی کی مخالفت اور فقہائے اربعہ سے ہٹ کر ایک الگ فقہ کی ترویج اور اشاعت ہے۔ تاہم مصادر سے جن تلامذہ کا تذکرہ ملتا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

- آپ کے بیٹے **ابو رافع الفضل علی بن احمد بن سعید بن حزم**۔
- **محمد بن احمد بن محمد بن حسن بن اسحاق**۔
- **عبدالملک بن زیادۃ اللہ التمیمی**۔
- **عبداللہ بن محمد الصابونی**۔
- **محمد بن ابی نصر بن فتوح بن عبداللہ الازدی الحمیدی**۔[۱۰]

وفات:

آپ نے ۲۸ شعبان ۴۵۶ ہجری بمطابق ۱۵ جولائی ۱۰۶۵ عیسوی بروز اتوار اکہتر سال دس ماہ اور انتیس دن کی عمر میں اشبیلیۃ کے قریب لبلۃ کے مقام پر وصال فرمایا۔[۱۱]

---

[۱۰] اساتذہ وتلامذہ کی تفاصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: احمد بن یحیٰی بن احمد الضبی، **بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۷ء، ص ۳۷۰۔

[۱۱] الحموی، **معجم الادباء**، ۴/ ۱۶۵۵۔

تصانیف اور علمی آثار:

ابنِ حزم کثیر التصنیف عالمِ دین وفقیہ ہیں۔ آپ کے اطرافمیں متعدد اور مختلفرجحانا تپائے جاتے تھے اس لیے آپ کا علمی ورثہ مختلف جہات پر مشتمل اور تنوع کا حامل ہے۔اس کے علاوہ اس تنوع کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ اپنی زندگی میں مالکی اور شافعی فقہ سے منسلک رہے جس کے بعد ظاہری مذہب کی نشرواشاعت میں عمر صَرف کی۔حدیث، فقہ، اصول، لغتوادبو غیر ہمختلفموضوعاتپر آپنے کتبلکھیں۔ آپکے بیٹے ابو الفضل کے بیانکے مطابقانکے پاساپنے والد کیاسیہزاراوراقاور چار سو مجلداتپر مشتملتصانیفموجود تھیں۔[۱۲] محققین نے آپ کی مختلف موضوعات پر ایک سوسینتیسکتب شمار کی ہیں۔[۱۳]چند مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

- **الاحکام فی اصول الاحکام:** ابنِ حزم کی استنباطی فکر اور اصولوں پر مبنی شاہکار تصنیف ہے۔
- **کتاب الفصل فی الملل والاھواءوالنحل:** اقوام و مللِ سابقہ اور دیگر ادیان کی معلومات اور تفصیلات پر مبنی لازوال تصنیف ہے۔ابنِ حزم نے جس طرح اس کتاب میں اقوام ومذاہبِ عالم پر گفتگو کی ہے اس کا درجہ اس موضوع پر عبدالکریم الشہرستانی کی مشہور کتاب الملل والنحل سے کم معلوم نہیں ہوتا۔
- **مراتب الاجماع:** اجماع کی حقیقت وماہیت اور اس کی بنیاد پر پائے جانے والے احکام پر مشتمل ہے۔
- **الایصال الی فھم کتاب الخصال:** احکامِ شرائع حلال، حرام اور مسنون اعمال کی تشریحات پر مشتمل ہے جو موصوف کی ایک اور کتاب "الخصال" کی شرح ہے۔

ان کے علاوہ طوق الحمامۃ، النبذۃ الکافیۃ، الامثلۃ الفقھیۃ اور الاصول والفروع اہم ہیں۔

ابنِ حزم کے بارے میں اپنے وقت کے اجلہ مشائخ کی یہ عبارات واضح کرتی ہیں کہ وہ تاریخِ اسلامی کے ایک عظیم اور درخشاں ستارے تھے۔گو کہ بعض وجوہات کی بنا پر اہلِ عصران کے مقام سے ناآشنا رہے لیکن ان کے علمی آثار کی نافعیت اور عالمِ اسلام پر اثرانداز ہونے کی بدولت متاخرین ان کے اوصاف وکمالات کے معترف اور علمی و فقہی بصیرت سے فیض یاب ہوئے۔

المحلیٰبالآثار کا تعارف و منہج:

المحلیٰ ابنِ حزم کی شہرہ آفاق تصنیف اور فقہِ ظاہری کا اہم ترین مصدر ہے۔یہ کتاب ابنِ حزم کی فقہی و اجتہادی بصیرت کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے استنباطی، معاشی وسیاسی افکار کی جامع ہے۔نصوص کے ظاہر سے استدلال کا اصول اپناتے ہوئے ابنِ حزم نے فقہی احکام کو مرتب فرمایاہے۔شروع میں عقائد اور اصول سے متعلق کچھ قوانین کے بعد کتاب الطہارۃ سے فقہی احکام کا آغاز کرتے ہیں۔نیز یہ کتاب ابنِ حزم کی آخری تصنیف ہے جس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب ابنِ حزم کے حتمی وغیر مرجوع افکار پر مشتمل ہے۔اس حصہ میں ابنِ حزم کی اس لازوال تصنیف کا تعارف، استدلالی منہج اور اس

---

[۱۲] ابوالقاسم صاعد بن احمد، **طبقات الامم**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۱۲ء، ص۷۶۔

[۱۳] دیکھیے: اسماعیل رفعت فوزی، **منهج ابن حزم فی الاحتجاج بالسنة**، دارالوفاء، مصر، ۲۰۰۹ء، ص۵۶۔

پر ہونے والے علمی کام کا اختصار کے ساتھ جائزہ لینا مقصود ہے۔ چنانچہ آئندہ سطور میں انہیں حوالوں سے بحث کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

المحلیٰ کا تعارف:

فقہ ظاہری کے میسر مصادر میں سے اہم ترین مصدر "المحلیٰ" ہے جو امام ابن حزم کی ہی ایک اور تصنیف المجلیٰ کی شرح اور فقہ ظاہری کے دیگر مسائل کا مجموعہ ہے۔ مؤرخین نے اس کتاب کے مختلف نام ذکر کیے ہیں تاہم "المحلیٰ" قدرِ مشترک ہے اس لیے یہ کتاب اسی نام سے مشہور ہے۔ مرتبین فہارس نے اس کا نام "المحلیٰ بالآثار فی شرح المجلیٰ بالاختصار" نقل کیا ہے۔[14] کتاب کا بنیادی موضوع فقہ ہے لیکن بیانِ دلائل کے ضمن میں متعدد احادیثِ صحیحہ نقل کرنے کی بنا پر یہ کتاب احادیث کا بھی ایک اہم ذخیرہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ کتاب گیارہ جلدوں اور ۴۳۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

وجہ تالیف:

ابن حزم نے ایک کتاب المجلیٰ کے نام سے تحریر کی جس میں مختصراً فقہی مسائل بیان کیے۔ چونکہ اس میں انتہائی اختصار سے کام لیا گیا تھا اس لیے انہوں نے خود ہی اس کی شرح کا ارادہ فرمایا اور گیارہ ضخیم جلدوں میں شرح تحریر کی۔ لیکن متن وشرح کو اس طرح یکجا کر دیا کہ دونوں کے مابین خطِ امتیاز قائم کرنا ممکن نہیں رہا۔ امام موصوف اپنی کتاب "المحلیٰ" میں وجہ تالیف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> "وفقنا اللہ وایاکم لطاعتہ فانکم رغبتم ان نعمل للمسائل المختصرۃ التی جمعناھا فی کتابنا الموسوم بالمجلیٰ شرحا مختصرا ایضا نقتصر فیہ علی قواعد البراھین بغیر اکثار لیکون ماخذہ سھلا علی الطالب والمبتدی ودرجالہ الی التبحر فی الحجاج ومعرفۃ الاختلاف وتصحیح الدلائل المودیۃ الی معرفۃ الحق۔"[15]
>
> ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنی اطاعت کی توفیق دے۔ آپ نے رغبت ظاہر کی کہ ہم ان مختصر مسائل کی وضاحت کریں جو ہم نے اپنی کتاب المجلیٰ میں جمع کیے ہیں اور دلائل وبراہین کے بالاختصار بیان پر اکتفا کریں تاکہ طالب ومبتدی آسانی سے استفادہ کر سکیں اس کے ساتھ انہیں بحث واستدلال پر مہارت حاصل ہو، اختلافی مسائل سے واقفیت ہو اور دلائل کی صحت کا علم ہو جن سے حق کی پہچان ہوتی ہے۔

عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس اور شائقینِ علومِ اسلامیہ کا المجلیٰ میں مختصراً بیان کردہ مسائل کی شرح کا اصرار المحلیٰ کی تالیف کا سبب بنا۔ یہ ابنِ حزم کی آخری کتاب اور انہی کی جانب منسوب ہے۔ بعض حضرات نے جو اس کی نسبت ابن حزم کے صاحبزادے ابورافع کی جانب کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابنِ حزم اس کی تکمیل سے قبل وصال فرماگئے تو مسئلہ ۲۰۲۴ سے آخر تک ابورافع نے اسے مکمل کیا جس کے لیے انہوں نے ابن حزم ہی کی ایک اور کتاب "الایصال" سے مدد لی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا تکملہ "الایصال فی المحلیٰ بالآثار" سے موسوم ہے۔

المحلیٰ کے مشتملات:

---

[14] اسماعیل پاشا بغدادی، **ایضاح المکنون**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۳ھ، ۴/ ۴۴۴۔

[15] علی بن احمد بن سعید ابن حزم، **المحلیٰ بالآثار**، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۳ء، ۱/ ۲۱۔

المحلیٰ گیارہ جلدوں اور ۴۳۸۸ صفحات پر مشتمل ہے اگر تکملہ کو بھی ساتھ شامل کر لیا جائے تو جلدوں کی تعداد بارہ ہو جاتی ہے۔ فقہی کتب کا آغاز عموماً کتاب الطہارۃ سے ہوتا ہے تاہم ابن حزم ابتداء میں کتاب التوحید کے تحت اعتقادی مسائل اور اس کے بعد کتاب الاصول کو لائے ہیں جس میں وہ اپنے استنباطی اصول اور نظریات بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد کتاب الطہارۃ سے فقہی مسائل کا آغاز ہوتا ہے۔ پوری کتاب ساٹھ (۶۰) ذیلی کتب پر مشتمل ہے جس میں سے ہر ایک کے تحت مسائل کو ذکر کیا ہے۔ کل مسائل کی تعداد دو ہزار تین سو بارہ (۲۳۱۲) ہے جن میں سے دو ہزار تئیس (۲۰۲۳) مسائل ابن حزم جبکہ بقیہ ان کے فرزند ابو رافع کے تحریر کردہ ہیں۔ اگر المحلیٰ میں قوانین بیع کا جائزہ لیا جائے تو کتاب البیوع میں مصنف مسئلہ ۱۴۱۱ سے لے کر ۱۵۹۴ تک ایک سو چوراسی مسائل ذکر کرتے ہیں جو کہ اجارہ، شرکت، قراض وغیرہ سے الگ ہیں۔

المحلیٰ کی طباعات:

المحلیٰ مختلف طباعات میں چھپ کر منصہ شہود پر آچکی ہے۔ سب سے پہلی اشاعت مطبعۃ النھضۃ مصر سے ۱۳۵۲ ہجری میں ہوئی جس کی تصحیح و تحقیق شیخ منیر الدمشقی نے کی۔ بعد ازاں اس طبع پر شیخ احمد شاکر کی تعلیق اور پہلی چھ جلدوں میں احادیث کی تخریج و تصحیح کے ساتھ دار التراث قاہرہ سے گیارہ جلدوں میں شائع ہوئی۔ یہی نسخہ ۱۳۸۴ ہجری میں مطبعۃ الامام مصر سے شیخ محمد خلیل کی تحقیق سے شائع ہوا۔[16] دورانِ تحقیق زیرِ مطالعہ رہنے والا نسخہ دار الکتب العلمیۃ بیروت سے ۱۴۲۴ ہجری بمطابق ۲۰۰۳ عیسوی میں شائع ہوا جس پر ڈاکٹر عبد الغفار سلیمان البنداری نے تحقیق کی ہے۔ شروع میں محقق کی جانب سے مختصر مقدمہ اور ابن حزم کے حالاتِ زندگی درج ہیں۔ اُردو میں ابن حزم اور ان کی فقہ پر پروفیسر غلام احمد حریری نے کافی کام کیا ہے۔ المحلیٰ کا اردو ترجمہ جس کی تین جلدیں چھپ کر منظرِ عام پر آچکی ہیں کے علاوہ انہوں نے مصر کے شیخ محمد ابو زہرۃ کی کتاب "ابن حزم۔ حیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقھہ" کا اردو ترجمہ حیاتِ امام ابن حزم کے نام سے بھی کیا ہے۔

المحلیٰ کا اسلوبِ بیان و منہج:

فقہ ظاہری کے موجود مصادر میں سے اہم ترین المحلیٰ فقہ اسلامی کے بڑے ذخائر میں سے ایک ہے جو کہ فقہ ابنِ حزم کے ہی ایک اور مختصر متن المجلیٰ کی شرح اور دیگر مسائل کا مجموعہ ہے۔ ابن حزم نے مختلف کتب پر مشتمل عنوانات ترتیب دیے ہیں جن میں "مسئلۃ" کے عنوان سے مسائل ذکر کرتے ہیں۔ ابنِ حزم کے اس فقہی ذخیرہ کا اسلوبِ بیان شیخ محمد المنتصر الکتانی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> "طريقة استنباط المسائل ان يقول مسئلة ثم يقول قال ابو محمد و هی كنيته او قال علی و هو اسمه ويعنی بذلک نفسه يذكر فقهه ثم يستدل عليه باية او بحديث و يسوقه بسنده منه الی النبی صلی الله عليه وسلم و قد يذكر من طرق مختلفة متعددة و كلها مسندة و قد يستدل بالاجماع و الاجماع عنده هو اجماع علماء كل عصر اذا لم يتقدم قبله فی تلک المسئلة خلاف"[17]
>
> ترجمہ: مسائل کے استنباط کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مسئلہ کا لفظ لاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ قال ابو محمد جو کہ ان کی کنیت ہے یا قال علی جو کہ ان کا نام ہے اور اس سے اپنے آپ کو مراد لیتے ہیں۔ پھر مسئلہ ذکر کرتے ہیں جس

---

[16] محمد بن محمد الحسنی الکتانی، **معجم فقه ابن حزم**، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۹ء، ص ۵۵۔

[17] الکتانی، **معجم فقه ابن حزم**، ص ۱۸۔

پر آیت یا حدیث بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور اس کی سند آپ ﷺ تک ذکر کرتے ہیں اور اس کے مختلف طریق بھی ذکر کرتے ہیں جو سب کے سب مسند ہوں۔ بعض اوقات اجماع سے بھی دلیل لیتے ہیں اس حقیقت کے ساتھ کہ ان کے نزدیک اجماع ہر زمانے کے تمام علماء کا ایسے مسئلہ میں اجماع ہے جس پر ما قبل میں اختلاف نہ ہوا ہو۔

مذکورہ عبارت کی روشنی میں ابنِ حزم کا طریقِ استدلال درج ذیل نکات کی صورت بیان کیا جاسکتا ہے:

- "مسئلہ" کے عنوان سے ہر مسئلے کا آغاز کرتے ہیں۔
- اپنے لیے کنیت ابو محمد یا نام علی ذکر کرتے ہیں۔
- نفس مسئلہ ذکر کرتے ہیں اور استدلال میں آیات و احادیث نقل کرتے ہیں۔
- روایتِ حدیث کے سلسلے میں مکمل سند نقل کرنے کا اہتمام کرتے ہیں اور اگر کوئی حدیث متعدد طرق سے مروی ہو تو تمام مسانید طرق ذکر کرتے ہیں۔
- بعض اوقات اجماع سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ ابنِ حزم کے نزدیک اجماع سے مراد ہر زمانہ کے علماء کا اجماع ہے بشرطیکہ مسئلہ مذکورہ میں اس سے قبل اختلاف منقول نہ ہو۔

اس کے علاوہ جن امور کا التزام ابنِ حزم اپنی کتاب میں کرتے نظر آتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱. ابتدا میں مسئلہ کا خلاصہ اور بنیادی حکم بیان کرنے کے بعد اس کی تفصیل ذکر کرتے ہیں۔ اختلافی مسئلہ ہونے کی صورت میں فقہاء کے مذاہب کا بیان اور ان کے دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کا رد اور اپنا موقف وجوہِ ترجیح کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ ہر مسئلہ اپنے طور پر اہم اور وضاحت طلب ہے۔ بعض مسائل ایک سطر، ایک یا کچھ صفحات جبکہ بعض دس، بیس یا اس سے بھی زائد صفحات پر مشتمل ہیں۔
۲. نصوصِ شرعیہ کے ظاہر کو مسئلہ کی اساس قرار دیتے ہیں۔ اپنے استنباط و استدلال کے وقت احادیث و آثار کو نہ صرف تمام طرق سے بیان کرتے ہیں بلکہ روایت و درایت کے تمام معیارات پر پرکھنے کے بعد صحت یا ضعف کا حکم بھی لگاتے ہیں۔
۳. اجماع کے قائل ہونے کی بناپر اپنی رائے کے موافق اجماع کو دلیلِ شرعی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ آپ کے نظریہ اجماع کو سمجھنے کے لیے المحلیٰ کے علاوہ آپ کی کتاب الاحکام اور مراتب الاجماع کو ملاحظہ کرنا اہم ہے۔
۴. نصوص میں بظاہر تعارض کی صورت میں اولاً تطبیق یا پھر تنسیخ کی راہ اپناتے ہیں۔[۱۸]
۵. فقہ الصحابۃ کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ معروف ائمہ کے علاوہ مفقود فقہی مذاہب مثلاً مذاہب اوزاعی و سفیان ثوری وغیرہم کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اس بنا پر فقہ ظاہری کے ساتھ ساتھ یہ کتاب دیگر مذاہب کے مسائل و دلائل کا بھی اہم مجموعہ شمار ہوتی ہے۔
۶. ابن حزم قیاس و استحسان کے قائل نہیں۔ چنانچہ آپ کتاب میں قائلینِ قیاس پر خوب نکیر کرتے ہیں۔

---

[۱۸] علی بن احمد بن سعید ابن حزم، **النبذة الكافية فی احكام اصول الدين**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۸۵ء، ص ۳۸۔

۷. ہر عام وخاص کے لیے تقلید کا حرام ہونا فقہِ ابن حزم کا اہم اصول ہے۔ اس اصول کی رو سے ابنِ حزم فقہِ ظاہری کے بانی امام داؤد ظاہری سے بھی بعض مسائل میں اختلاف کرتے نظر آتے ہیں۔

المحلیٰ میں موجود مسند و متواتر احادیث:

بنیادی طور پر المحلیٰ فقہ ابنِ حزم کا مجموعہ ہے تاہم دلائل کے ضمن میں ہزاروں احادیث کی بنا پر یہ حدیث کا اہم ذخیرہ شمار کی جاتی ہے۔ ابن حزم اپنی اس کتاب میں تقریباً اسی (۸۰) کے قریب متواتر احادیث لائے ہیں جبکہ غیر متواتر احادیث کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ احادیث سے اخذ واحتجاج کے سلسلے میں ابنِ حزم کی اپنی عبارت ملاحظہ ہو:

"و لیعلم من قرء کتابنا ھذا اننا لم نحتج الا بخبر صحیح من روایۃ الثقات مسند و لا خالفنا الا خبرا ضعیفا فبینا ضعفہ او منسوخا فاوضحنا نسخہ۔"[۱۹]

ترجمہ: جو شخص ہماری یہ کتاب پڑھے اسے جان لینا چاہیے کہ ہم دلیل نہیں مانتے مگر اس خبر کو جو صحیح اور ثقہ رواۃ سے بلا انقطاعِ سند مروی ہو اور ہم خلاف نہیں کرتے مگر حدیثِ ضعیف میں سو ہم اس کا ضعف بیان کرتے ہیں یا منسوخ میں تو ہم اس کا نسخ واضح کرتے ہیں۔

اس عبارت سے مستفاد ہے کہ احادیث کو متدل بنانے میں ابنِ حزم درج ذیل امور کا خیال رکھتے ہیں:

۱. حدیث صحیح ہو۔
۲. تمام راوی ثقہ ہوں۔
۳. سند غیر منقطع ہو۔

اس کے علاوہ احادیث کے بیان میں ابنِ حزم کا امتیازی اسلوب یہ ہے کہ روایت کو اس کے تمام طرق سمیت پیش کرنے کے بعد اصولِ جرح وتعدیل کی کسوٹی پر پرکھنے کا التزام کرتے ہیں۔ ہر حدیث کی مکمل تحقیق کے بعد صحت وضعف کا حکم بھی لگاتے ہیں۔ متواتر وآحاد احادیث کی اتنی بڑی تعداد کا کتاب میں ہونا اس کے روایتی و درایتی مقام کی واضح دلیل ہے۔ اس قدر علوم ومعارف پر مشتمل ہونے کی بنا پر شیخ عز ابن عبد السلام المحلیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ما رئیت فی کتب الاسلام فی العلم مثل المحلیٰ لابن حزم و کتاب المغنی لابن قدامۃ۔"[۲۰]

ترجمہ: میں نے علومِ اسلامیہ کی کتب میں ابن حزم کی المحلیٰ اور ابن قدامۃ کی المغنی جیسی کتاب نہیں دیکھی۔

بنیادی موضوع فقہ ہونے کے باوجود کثرتِ احادیث کی بنا پر یہ حدیث کا بھی ایک اہم ذخیرہ ہے۔ بیانِ مسائل ودلائل نے اس کی افادیت میں اضافہ کیا ہے اور فقہاء کی آراء کا ایک بہترین نمونہ نظر آتا ہے۔

المحلیٰ پر ہونے والا علمی کام:

شارحین اور محققین نے المحلیٰ پر مختلف زاویوں سے علمی کام کیا ہے۔ ان میں اس کی شروحات اگرچہ کم ہیں تاہم اس کی تعلیقات واختصارات کچھ زیادہ ہیں۔ ذیل میں چند اہم کتب ذکر کی جاتی ہیں جو المحلیٰ کے اختصار یا اکمال کے طور پر منصہ شہود پر آچکی ہیں:

---

[۱۹] ابن حزم، **المحلیٰ**، ۱/۲۱۔

[۲۰] الذہبی، **سیر اعلام النبلاء**، ۱۸/۱۹۳۔

- **اختصار المحلیٰ:** اسے "المعلیٰ فی اختصار المحلیٰ" بھی کہا جاتا ہے۔اس کے مولف محمد بن علی بن محمد ابو بکر المعروف ابن العربی الاندلسی جو مشہور کتاب "الفتوحات المکیۃ" کے مولف بھی ہیں۔
- **الانوار الاجلیٰ فی اختصار المحلیٰ:** اسے "النور الاجلیٰ" اور "الانوار الاعلیٰ" کے نام سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔اس کے مولف اثیر الدین محمد بن یوسف بن علی ابو حیان الغرناطی ہیں جو مشہور مغربی عالم اور تفسیر "البحر المحیط" کے مولف ہیں۔
- **تتمۃ المحلیٰ:** یہ المحلیٰ کا تکملہ ہے جو ابن حزم کے فرزند ابو رافع کی طرف منسوب ہے۔
- **المستحلیٰ فی اختصار المحلیٰ:** امام شمس الدین الذہبی اس کے مصنف ہیں۔
- **معجم فقہ ابن حزم الظاہری:** ماضی قریب میں المحلیٰ کی یہ ایک بڑی علمی خدمت ہے جسے شیخ محمد المنتصر الکتانی نے انجام دیا ہے۔اس کتاب میں المحلیٰ کے مسائل کو حروفِ تہجی کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہے۔دار الکتب العلمیۃ بیروت نے ۲۰۰۹ عیسوی میں اسے شائع کیا ہے جس کے شروع میں ایک علمی مقدمہ بھی ہے جس میں ابنِ حزم کے حالاتِ زندگی، منہجِ استنباط اور المحلیٰ کی خصوصیات کا بیان ہے۔یہ مقدمہ اس کی افادیت میں اضافہ کرتا ہے۔

نتیجہ بحث:

ابنِ حزم فقہ ظاہری کے ایک عظیم فقیہ اور بلند پایہ مصنف ہیں۔آپ کی تصانیف مذہبِ ظاہریہ کی امہات الکتب تصور کی جاتی ہیں۔ابنِ حزم نے بڑے معزز و متمول گھرانے میں پرورش پائی۔مالیآسودگیمیں ہچکنگزرااور تعلیم و تعلم کے بکثر تمواقعمیسر آئے۔تعلیم سے فراغت کے بعد اولاً فقہ مالکی کی طرف متوجہ ہوئے۔اس کے بعد فقہ شافعی سے وابستہ ہوئے اور انجام کار فقہ ظاہری سے وابستہ ہو کر اسکے امام کے طور پر معروف ہوئے۔وقت کے جلیل القدر علماء و مجتہدین سے کسبِ فیض کیا اور طلباء کی ایک بڑی تعداد کو اپنے علوم و فنون سے روشناس کرایا۔محققین کی نظر میں آپ کی تصنیفی خدمات مقبول و معروف ہیں جن میں سے سب سے المحلیٰ بالآثار ہے جو کہ فقہِ ظاہری کے موجود ماخذ میں سے سب سے اہم ہے۔المحلیٰ فقہ المسائل اور سلف صالحین کے اقوال و دلائل کا ایک عظیم الشان موسوعۃ ہے۔اس سے استفادہ علوم و معارف کے بیش بہا خزینہ سے اپنے آپ کو سیراب کرنے کے مترادف ہے۔بعض مسائل میں اختلاف ممکن ہے تاہم مجموعی طور پر اس کتاب کی ثقاہت اور جلالتِ شان سے انکار ممکن نہیں۔اس کتاب میں ابنِ حزم اپنی استنباطی سوچ اور فکر کو متعارف کرانے کے ساتھ ساتھ اسی کی بنا پر مسائل کا استخراج کرتے ہیں۔کتاب و سنت اور اجماع کو دلائلِ شرع تسلیم کرتے ہوئے قیاس اور تقلید کی اعتباریت کا انکار کرتے ہیں۔بعد میں آنے والے محققین نے اس کتاب پر مختلف جہات سے علمی خدمات سرانجام دی ہیں جو کہ اس کتاب کی مقبولیت کی دلیل اور واضح علامت ہیں۔

تجاویز و سفارشات:

۱. معدوم و مفقود فقہی مذاہب کی شخصیات اور ان کی تصنیفات کو موضوعِ تحقیق بنانا اور انہیں منصہ شہود پر لانا کثیر فوائد کا حامل ہے۔اس مقصد کے لیے ایسے موضوعات وقت کی اہم ضرورت ہیں۔
۲. معدوم فقہی مذاہب کی تعلیمات کے بارے میں جمود توڑتے ہوئے ان سے استفادہ کی کوشش کی جانی چاہیے۔اس مقصد کی خاطر ان کا جائزہ اور عصرِ حاضر میں استفادہ کی راہ صورت واضح کی جانی چاہیے۔

۳. فقہ المقارن کی تشکیل کے لیے بھی تمام فقہاء کی تعلیمات اور دلائل کا تجزیہ ضروری ہے تاکہ موجود میسر تمام مصادر اور ماخذ کی تحقیق و تفتیش سے ایک قابلِ عمل اور بہتر صورت سامنے آسکے۔

۴. دیگر مسالک و مذاہب کے بارے میں برداشت اور احترام کے رویے کو فروغ دینے کے لیے بھی ضروری ہے کہ ان کی سرکردہ شخصیات اور خدمات کو زمانے میں متعارف کروایا جائے جو ان مسالک سے وابستہ افراد کے دلوں کو رام کرنے میں معاون ہوگا۔

۵. جن تصنیفات پر کام جمود کا شکار رہا ایسے سرمائے کو مقامی زبان میں منتقل کرنا اور تعلیمات کو عام فہم انداز میں پیش کرنا بھی کثیر فوائد کا باعث بن سکتا ہے۔